تلاشِ حق کا سفر

حصّہ اوّل

تالیف وپیشکش

محمد رحمت اللہ خان

ایڈووکیٹ (بنگلور)

تقیم ومراجعہ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ (الخبر)

فہرستِ مضامین

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ۔	۶
۲	عرض مؤلف۔	۹
۳	آغازِ سفر	۱۳
۴	مولانا حافظ اکبر شریف صاحب سے ایک ملاقات۔	۱۴
۵	مولانا انظر شاہ قاسمی صاحب کے خطبوں پر ایک نظر۔	۱۶
۶	مولانا سلیمان ندوی صاحب اور دوسرے اکابرین جماعت کے خیالات۔	۱۹
۷	عالم اسلام کے چند مشہور داعی۔	۲۱
۸	فضیلت علم اسلام کی نظر میں۔	۲۴
۹	قاسم نانوتوی اور مولانا الیاس کے دل پر نبوت کا فیضان۔	۲۶
۱۰	آہ رحمۃ العالمین کا خطاب حاجی امداد اللہ کے لے۔	۲۶
۱۱	رشید احمد گنگوہی گنگوہ میں رہتے ہوے بھی صبح کی نماز بیت اللہ میں۔	۲۷
۱۲	رشید احمد گنگوہی کا دعویٰ نبوت۔	۲۷
۱۳	رسول ﷺ کا اردو میں کلام کرنا۔	۲۷
۱۴	مدرسہ دیوبند کی بنیاد نبی ﷺ نے رکھی۔	۲۸
۱۵	مدرسہ دیوبند کا حساب لینے کے لے آپ ﷺ کا تشریف لانا۔	۲۸
۱۶	شیخ اشرف علی تھانوی سے توہین رسالت کا ذکر۔	۲۹
۱۷	مولوی زکریا صاحب کی بیمار پرسی حضور ﷺ نے کی۔	۳۰
۱۸	تھانوی صاحب کا یہ دعویٰ کہ رائے پوری صاحب مخفی عیب جان لیتے تھے۔	۳۲
۱۹	کرز بن دہرہ کا معمول ہمیشہ ستر طواف دن میں اور ستر رات میں	۳۴
۲۰	ان ہونے قصے: تبلیغی نصاب اور انکے اکابرین کی دوسرے کتابوں سے	۳۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۲	نماز پنجگانہ اور جمعہ کی رکعتوں کے تعداد	۶۹
۴۳	وتر کی نماز کا بیان	۶۹
۴۴	تراویح کی بیس رکعتیں	۷۲
۴۵	نماز کے بارے میں حنفی مذہب کے فتوے	۷۴
۴۶	بزرگوں کے فضائل کے تعلق سے	۷۴
۴۷	میلاد النبی کے جلسے	۷۶
۴۸	قرآن خوانی۔ختم قرآن۔اُجرت پر قرآن پڑھوانا	۷۶
۴۹	ختم قرآن مجیدا	۷۷
۵۰	شب براٗت	۷۸
۵۱	شب معراج	۷۹
۵۲	رجب کے کونڈے	۷۹
۵۳	محرّم کی رسومات	۸۰
۵۴	گیارھویں	۸۱
۵۵	جمعہ کے تین خطبے	۸۲
۵۶	مردوں اور عورتوں کا جدا جدا طریقہ سے نماز پڑھنا	۸۳
۵۷	حنفی مسلک کے فقی مسائل پر ایک نظر	۸۳
۵۸	فقہ حنفیہ کی موجودہ معتبر کتابوں کی تصنیف کی تاریخ	۸۵
۵۹	جماعت میں نکلنے کے نقصانات	۸۶
۶۰	ہمارا مخلیصانہ مشورہ	۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ،وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

امابعد:

تمام تعریفوں کے لائق صرف اللہ رب العزت کی ذاتِ بابرکت ہے، جو تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے، پھر اس نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف قرار دیا اور مزید احسان یہ کہ اس آخری اُمتِ محمدیہ ﷺ کو سب سے اعلیٰ ٹھرایا، اس پر ہم جتنا بھی شکر اس ربِّ رحیم وکریم کا ادا کریں وہ کم ہوگا۔

اللہ رب العزت نے انسانوں اور جنوں کے حوالے سے تخلیق کا مقصد سمجھاتے ہوے ارشاد فرمایا،

﴿**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن**﴾ الذّٰرِيٰت: ٥٦

''ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔''

اس فرمان کی روشنی میں مسلمان اپنی عبادت میں لگے ہوئے بھی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا حق ادا ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور ہمارے اعمال قبول ہونگے؟ اگر نہیں تو لمحہ فکریہ ہے ہمارے لئے تاکہ ہم اپنی کمیوں اور کوتاہیوں کو دور کرسکیں۔

جس طرح ایک آقا اپنے غلام کو سرانجام دینے کے لئے کوئی کام دے اور کام کرنے کا طریقہ بھی بتا دے اور وہ غلام اس کو پوری توجہ سے پایہء تکمیل تک پہنچائے لیکن کام کے لئے انداز اور طریقہ اپنا اختیار کرے اور مالک کی ہدایات کی پرواہ نہ کرے، تو ایسے غلام سے مالک کبھی خوش نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس نے کام مکمل ہی کیوں نہ کرلیا ہو، کیونکہ اس نے من مانی کی ہے اور مالک کی نظروں میں اسکی ساری محنت رد ہوگی۔

بالکل اسی طرح آج ہمارے معاشرے میں دین کے احکامات کے اندر غلو کیا جارہا ہے اور نیک اعمال اپنی مرضی کے طریقے سے بڑھا چڑھا کر کئے جاتے ہیں اور خود ہی ہم نے مختلف نیک کاموں کا ثواب بھی متعین کررکھا ہے۔ یہ سب چیزیں دین میں اضافہ یا تحریف کا باعث بنتی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر دین مکمل کرتے ہوئے واضح ارشاد فرما دیا کہ

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلٰمَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔

اور پھر ہر کام کا نمونہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ تو آج دین میں کمی زیادتی یا عقائد میں بگاڑ کیوں ہو۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

یقیناً رسول ﷺ میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

لہٰذا آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس دلایا جائے

اور انکو ان افعال سے بچایا جائے، اور دِلوں میں جذبۂ تحقیق بیدار کیا جائے تا کہ ہمارے افعال و اعمال مسنون ہو جائیں اور کل کو ساری محنت ضائع نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے اعمال قبول ہونے سے رہ جائیں، چونکہ ہر وہ عمل جو کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے پر نہ ہوگا وہ رد ہوگا چاہے وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کا کیوں نہ ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے، مَنْ احدث فی امرنا ھذا مالیس فیہ فھو رد (متفق علیہ) ۔لہٰذا یہی تڑپ لے کر کئی خوش نصیب اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے اُس طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ یہ کتاب ''تلاش حق کا سفر'' بھی اسی کارواں کا حصہ ہے اور حق کی تلاش میں ایک انوکھی کوشش ہے۔ چونکہ انسان ٹھوکریں کھا کھا کر ہی سنبھلتا ہے، لہٰذا یہ بھی اُس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جب ایک انسان کا معاشرے میں ایسے لوگوں سے پالا پڑھتا ہے جو عبادات بھی من گھڑت یا خود ساختہ طریقے سے سر انجام دیتے ہیں اور انکے عقائد میں بھی گندگی ہوتی ہے تو پھر وہ شخص اسی طرح حق کی تلاش میں نکلتا ہے اور ایسے لوگوں کے عقائد اور عبادات کا پول کھولتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بغض و عناد، کینہ اور تنقید برائے تنقید سے بچا کر اِس کی روشنی میں تحقیق سے نوازے اور چشمۂ حق سے سیراب کرے۔ آمین۔

وما توفیق الا باللہ

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان اسپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون : مرکز دعوت وارشاد:

الدمام (سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ ،وَأَشْھَدُ أَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .أَمَّا بَعْدُ :

قارئین کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران:١٠٢)

''اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے اور دیکھو تم مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً﴾

(سورۃ النسآء: ١)

''اے لوگو! اپنے پروردیگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا، یُصْلِحْ لَکُمْ أَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

عَظِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب:۷۰-۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی باتیں کیا کرو ، تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پائی۔''

اَمَّا بَعدُ :

((فَاِنَّ خَيرَ الحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَ خَيرَ الْهَدْيِ هَدْيِ مُحَمَّدٍ صَلى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ، و شَرَّ الاُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، و كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدعة، و كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ، وَ كُلَّ ضَلالَةٍ فِي النَّار))

''بلاشبہ بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے، اور بدترین کام دین میں ایجاد کردہ بدعات ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔''

محترم قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

زندگی کے پچاس سال بغیر سوچے سمجھے ہَوا کے رُخ کے ساتھ چلتے ہوئے گزادئے۔ دینی احکامات کو بجالانے میں باپ دادا کے عمل کو مشعلِ راہ بنائے رکھا۔ اور جو کچھ کتابیں پڑھنے کو ملیں وہ ساری کی ساری یک طرفہ اور انہی اکابرین اُمّت کی تھیں جو مدارس دیوبند سے مُنسلک رہے۔ دنیا اور اسکے کاموں میں اتنے جکڑے رہے کہ کبھی اسکی تحقیق کرنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کی۔

نتیجتاً اب جب آنکھ کھلی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں میں گزری ہوئی زندگی پر افسوس ہونے لگا۔ اب دوڑ دھوپ شروع ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ احسان کہ اس نے زندگی کے اس موڑ پر بھی ہدایت کی کرن سے نواز دیا ہے۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ مجھ پر

رحم فرمائے اور ثابت قدم رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ صحیح قرآن وحدیث کے علم سے مالا مال فرمائے۔

جب حقیقت کھلنے لگی تو میرے دوسرے بھائیوں، ساتھیوں، اور رشتہ داروں سے اس کا ذکر ہونا شروع ہوا تو ان احباب کا جو رَدِ عمل میرے ساتھ رہا وہی آپ بیتی میں آپ کو سنانے کی جرأت کر رہا ہوں، مجھے صحافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو پتہ چل جائے گا۔ میں نے اس میں آسان اردو کے وہی جملے استعمال کئے ہیں جو ہمارے ہاں زیادہ تر بولے جاتے ہیں۔ جس سے آپ کو بھی پتہ چل جائے کہ سچائی اور حقیقت کتنی کڑوی ہوتی ہے۔ اور مفاد پسند اللہ کے بندے کس طرح سے برتاؤ کرتے ہیں اس کے لئے آپ کو کیا کرنا ہوگا، آپ خود فیصلہ کریں۔

آج دنیا بہت چھوٹی ہو چکی ہے اور گلوبل ویلیج کے نام سے پکاری جارہی ہے۔ منٹوں کے اندر آپ دنیا کے کسی بھی کونے سے جو بھی کتاب چاہئے اور جو بھی جاننا چاہیں آسانی کے ساتھ جان سکتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے، کہانی نہیں۔ جب کنویں سے نکل کر سمندر میں چھلانگ لگائی تو پتہ چلا کہ ہمیں زندگی کے 50 سال کنویں کے گندے پانی میں غوتے لگا تا رہا جس سے میرے جسم کی گندگی دور ہونے کے بجائے جسم مزید گندہ ہی ہوتا گیا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان کہ اس نے مجھے اب بھی سیدھے راستے پر چلنے اور سچا اور پکا موحد بننے کی ہدایت سے نوازہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بھی کوشش کریں اور جتنا جلد ہو سکے اللہ سے توبہ کرتے ہوئے سچے اور پکے مسلمان بننے کے لئے اپنا قیمتی وقت اس پر لگائیں اور اس میں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ

((لَا یُؤْ مِنُ اَحَدُکُمْ حَتّیٰ یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہ)) (۱)

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے
بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے۔''

اس مرتبہ میں چھٹی میں بنگلور آیا تو میرے ساتھ کچھ عجیب ہی تجربے ہوئے جس کا ذکر میں نے مختصراً یہاں کیا ہے وہ آپ پڑھ لیں جس سے آپکو پتہ چل جائیگا کہ ہم کہاں کھڑے ہوے ہیں اور ہمارا حشر کیا ہوگا۔ فیصلہ آپکے ہاتھ میں رہا۔

میرے اندر یہ تبدیلی اس وقت نمودار ہوئی جب میں نے دعوت وارشاد الخبر میں داخلہ لیا اور مولانا محمد منیر قمر صاحب کے درس پڑھنے شروع کئے۔ یہ میری زندگی کا ایک اہم موڑ تھا جہاں سے سچائی اور قرآن کی حققیت کھلنا شروع ہوئی۔ جس کے نتیجے میں میں نے تلاش حق کا سفر شروع کیا۔ اس سفر کی ساری کامیابی کے ذمے دار استاد مولانا محمد منیر قمر صاحب ہیں۔ اور ساتھ ہے ساتھ اس کتاب کی موجودہ شکل کو پہنچانے میں میرا ابھر پور تعاون کرنے والوں میں سرفہرست جن کے نام آتے ہیں وہ ہیں: محمد عابد صاحب، مسعود سہیل صاحب، شاہد ستار صاحب اور زاہد محمود صاحب۔ جن کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے طباعت واشاعت میں جتنے بھی ساتھیوں کا تعاون رہا ہے ان تمام احباب کو اور میری کوششوں کو قبول فرمائے اور اسے باعث آبرو بنائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

محمد رحمت اللہ خان

(۱) صحیح بخاری، مختصر صحیح مسلم: ۲۴، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۷۳، صحیح الجامع: ۵۷۸۳

آغازِ سفر

دنیا کا وہ بہترین قطعہ جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے جہاں پر اسکا گھر موجود ہے۔ جس حصّہ پر اللہ پاک نے نبیوں ؑ اور پیغمبروں ؑ کو مبعوث فرمایا۔ اس زمین پر 20 برس زندگی گزارنے، حج وغیرہ کرنے، علماء دین سے تبادلۂ خیال کرنے اور بے حساب کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد جب اپنے شہر پہنچا اور وہاں پر مسلمان بھائیوں کے عقیدوں کا جائزہ لیا تو اتنا افسوس ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ مشرکوں اور ہندوؤں کے درمیان زندگیاں بیتاتے ہوئے ہم مسلمانوں کے عقیدوں میں اتنی دراڑیں پڑی ہوئی ہیں کہ ہم مسلمان کم اور مشرک زیادہ نظر آتے ہیں۔ اسلام کا یہی عقیدہ کافروں کو آسانی سے سمجھا سکتے ہیں لیکن اسلام کے دعوے دار و وراثت میں مسلمان بنے ہوئے لوگوں کو یہی عقیدہ عین قرآن وہ حدیث کی روشنی میں سمجھانا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے۔ بنگلور کی چھٹی میں پہلا جمعہ ایک مسجد میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ خطبہ کے دوران امام صاحب نے دہ حدیثیں بیان کی جن سے انکی کتاب ٹکرا رہی تھی۔ میں نے ان سے صرف حدیثوں پر نظر ثانی کرنے کو کہا تو انہوں نے جواب دے کہ '' تمہارا مسلک الگ اور ہمارا الگ ''۔ میں نے انسے مسلک کی بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے مسلک کو بیچ میں لا کھڑا کیا۔ ایک مسجد میں نماز کے بعد امام صاحب سے اجازت چاہی کے میرا ایک سوال ہے تو انہوں نے سوال سننے سے پہلے ہی جواب دیا کہ '' ہمیں قرآن نہیں آتا، ہمیں حدیثیں معلوم نہیں، ہمیں صرف ہمارے امام نے جتنا بتایا ہے صرف اتنا ہی معلوم ہے ''۔ یہ تھا مسجد کے امام کا جواب! غور کریں ایسے اماموں کے مقتدیوں کا کیا حشر ہوگا۔ اللہ انہیں ہدایت دے تا کہ یہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور اپنی آخرت کے بارے میں سوچیں، جو ہر مسلمان کی ابدی زندگی ہے۔

مولانا حافظ اکبر شریف صاحب سے ایک ملاقات:

مولانا اکبر شریف صاحب لال مسجد بنگلور کے امام اور تبلیغی جماعت کی مشہور و معروف شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ میں نے ان سے وقت مانگا تھا تا کہ نماز کے بارے میں جو اشکالات پائے جا رہے ہیں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ لیکن انہوں نے آنے سے انکار کر دیا اور اتفاق سے کہیں فٹ پاتھ پر جو ایک چھوٹی سی ملاقات ہوئی تو وہ زندگی بھر نہیں بُھلائی جا سکتی۔ مولانا کے بارے میں میرے جو خیالات تھے انکو بہت زبردست دھچکا لگا۔ جس طرح کا برتاؤ انہوں نے کیا مجھے ان سے یہ امید نہ تھی۔ میرے منہ میں بھی زبان تھی لیکن میں نے گوارا نہ کیا کہ انکے چھوٹے بھائیوں کی موجودگی میں میرے منہ سے ایسے الفاظ نکلیں جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

جب ہم ایک علمی گفتگو کر رہے تھے تو وہ مجھ پر پوری طرح برس رہے تھے، یہ کہتے ہوئے کہ تم ہو ہی کیا، تمہارا دماغ ہے ہی کتنا، تم نے تو بیس سال انگریزی زبان پڑھنے میں لگا دیئے ہیں، یہ سب باتیں تمہاری سمجھ میں آنے والی نہیں، اور تمہارے دماغ کو کسی اہلحدیث نے چاٹ لیا ہے، (یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ میرا دماغ کسی اہل حدیث نے چاٹ لیا ہے، جس کی وجہ سے میں قران وحدیث کے علم سے سرفراز ہو رہا ہوں، ورنہ کسی جماعتی نے چاٹ لیا ہوتا تو بدعتی بن کر حضور ﷺ کی وعید کا مستحق بن جاتا) ان سب کو عالموں پر چھوڑ دو، وہ جو کہتے ہیں ان کی باتوں پر عمل کرو (اندھی تقلید) جب وہ مجھ جیسے آدمی کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے ہیں تو ایک آٹو ڈرائیور اور ایک ان پڑھ کے ساتھ وہ کیا سلوک کریں گے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جو کہ بہت ہی افسوس ناک ہے۔

وہ تو صرف تبلیغی نصاب کی زبان میں بات کر رہے تھے، اور کہیں کہیں تو اس سے بھی بڑھ کر باتیں کیں۔ میرا سوال ان سے یہ تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بزرگ ایک رات

میں **2000** رکعتیں پڑھ سکتے ہیں، تو ان کا جواب تھا کہ تم **معراج کو مانتے ہو**؟ اگر مانتے ہو تو اسے بھی ماننا ہوگا۔ ان پر اللہ رحم کرے، مسئلے کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ اگر ان کے پاس جواز ہوتا تو قرآن وحدیث کی روشنی میں دلیل کیساتھ بتاتے اور میں بھی ان کی بات کو مان لیتا۔ اس کے باوجود حملہ یہ کہ تمہارا دماغ ہے ہی کتنا، اور ایسی چیزوں کو سمجھنے کے لئے دماغ چاہیئے وغیرہ .... مولانا تو ایک حافظ، قاری اور مقررؔ ہیں۔ انکو اچھی طرح معلوم ہے کہ معراج کا واقعہ تو اللہ نے قرآن میں اچھی طرح صاف طور پر بیان کردیا ہے۔ سورۃ کا نام الاسراء ہے یا بنی اسرائیل (سورۃ نمبر 17) پہلی ہی آیت میں سارا واقعہ موجود ہے، جس کا ماننا میرے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ لیکن مولانا نے اپنے ایک بزرگ کو جنہوں نے ایک رات میں **2000** رکعتیں پڑھیں، ثابت کرنے کے لئے معراج اور صاحب معراج سے جوڑ دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے، یہ اگر بے وقوفی اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح جب رفع الیدین اور آمین بالجہر کی بات نکلی تو اسکے بارے میں بے شمار صحیح احادیث ملنے کے باوجود بھی دیوار پر بیٹھنے والا جواب دے دیا کہ کر بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی، لیکن چھوڑیں کیوں؟ اس بات کی دلیل نہیں دی۔ اس طرح سے یہ ساری امت اسلامیہ کو گمراہ کرتے آرہے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ اللہ انکو نیکی اور ہدایت کی توفیق دے دے آمین۔

اور پھر ایک حافظ ہونے کے ناطے ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ایک دن میں قرآن ختم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے مدرسہ میں صحیح بخاری پڑھا رہے ہیں اور صحیح احادیث کا علم بھی اللہ نے انہیں دے رکھا ہے۔ اس بارے میں نبی ﷺ کا قول کیا ہے اس سے بھی واقف ہونگے۔ لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو مسئلہ تقلید سوار ہو جاتا ہے، حالانکہ قرآن کو کتنے دن میں ختم کرنا ہے اس کا حل نبی ﷺ نے بتا دیا ہے اور وقت مقرر فرما دیا ہے جس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

حدیث پیش خدمت ہے:

((مَنْ قَرَأَهُ فِيْ أَقَلَّ مِنْ ثَلاثٍ لَوْ يَفْقَهُه))

''جو اسے تین رات سے کم میں پڑھتا ہے، اس نے اسے نہیں سمجھا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ ابن عمرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ سات رات میں قرآن ختم کریں۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ، عثمان بن عفانؓ اور ثابتؓ وغیرہ بھی سات رات میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔ اسی طرح جب میں نے سوال کیا کہ نصاب میں ہے کہ ایک بزرگ دن میں **آٹھ مرتبہ** قرآن ختم کرتے ہیں کیا یہ ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، ضرور ہوسکتا ہے! اس کے لئے عقل چاہئے جو ان لوگوں کے پاس ہے جو صرف نصاب پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے کمپیوٹر کی مثال دی۔

مولانا انظر شاہ قاسمی صاحب کے خطبوں پر ایک نظر:

اس دوران مجھے جے نگر 9 بلاک میں ایک جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مولانا انظر شاہ قاسمی صاحب جو کہ بہت مشہور ہو چکے ہیں (مسلمانوں کو بے وقوف بنانے میں)، ان کا خطبہ بھی سنا اور دو کیسٹ بھی لے کر آیا ہوں (۱) ایصال ثواب (۲) تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتراضات اور ان کے جوابات ۔مولانا انظر شاہ قاسمی صاحب نے بھی خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ بنگلور کے ایک حصہ میں کثیر نوجوانوں کا طبقہ مطالبہ کر رہا ہے کہ نصاب کی پڑھائی بند کی جائے۔ اسی طبقے کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے قاسمی صاحب کہتے ہیں کہ....دن میں ایک سے لے کر آٹھ قرآن ختم کرنے کا ثبوت ملتا ہے، ان کے بزرگ ایک رکعت میں ایک قرآن پڑھا کرتے تھے، ساتھ ہی کہا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ عصر کی نماز کے بعد تفریح کے لئے گھوڑا سواری کیا کرتے۔ عصر اور مغرب کے درمیان گھوڑا سواری میں ہی سارا قرآن ختم کرلیا کرتے تھے۔

قارئین ! جس وقت میں بنگلور میں تھا اس وقت عصر 5-30 پر ختم ہوتی تھی اور 6-45 پر مغرب کی اذان ہوتی تھی تو بیچ کا وقت صرف 1 گھنٹہ 15 منٹ کا ہوتا ہے، مان لیں کے 2 گھنٹے بھی مل جائیں تو کیا اتنے وقت میں قرآن ختم کیا جاسکتا ہے۔ اسطرح کی جھوٹی باتیں ان بزرگان دین کے سر تھوپ کر یہ علماء کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح اوپر ذکر کی گئی کیسٹ ''تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتراضات اوران کے جوابات'' میں انظر شاہ قاسمی صاحب نے موضوع سے متعلق علمی و عقلی دلائل دینے کے بجائے چند واقعات بیان کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ چاہے تو بڑے مقام والے کو نہ دے اور چھوٹے مقام والے کو دے دے اور اس سلسلہ میں انہوں نے جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ کرامت ہے کہ جب انہوں نے خطبہء جمعہ کے دوران ہی ہزاروں میل دور سے پکار کر لوگوں کو خطرہ سے آگاہ کیا تھا اور لوگوں نے آپ کی آواز بھی سنی تھی۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو اولاد نہیں دی جبکہ مریم علیہا السلام کو بن باپ کے اولاد دے دی۔ پھر کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام باپ ہونے کے باوجود وہ معجزات حاصل نہیں کر سکے جو انکے بیٹے یعنی حضرت یوسفؑ کو مل گئے، (یعنی کپڑا چومنے سے بینائی کا لوٹ آنا وغیرہ)۔ اور حضرت سلیمانؑ کا واقعہ بھی پیش کیا کہ ایک جن کو اتنا علم و طاقت دی کہ وہ ملکہ سبا (بلقیس) کا تخت پلک جھپکنے کی مہلت میں لے آیا، اور حضرت سلیمانؑ کو یہ طاقت نہ تھی۔ لیکن مولانا اس بات کو فراموش کر رہے ہے کہ اتنی طاقت رکھنے والے جن وشیاطین کا اللہ پاک نے سلیمانؑ کے قبضے میں دے رکھا ہے۔

حالانکہ دیکھا جائے تو ان واقعات کا اس مسئلے سے کوئی تعلق ہی نہیں بنتا اور پھر کہاں وہ ہستیاں اور کہاں ان کے بزرگ۔ کیا ان بزرگوں کے اسطرح کے فضائل ثابت کر کے ہم

انبیاء کے درجات کوکم کرنے یا انکی توہین کرنے کے مرتکب نہیں ہوئے؟ ذرا سوچا جائے کے وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ جن کی دلی تمنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات (غالباً 17 مقامات پر) نازل فرمادی تھیں۔ حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں بھی تمام خواتین پر بلند مقام عطا کیا گیا ہے، اور حضرت یعقوبؑ کو اگر حضرت یوسفؑ والے معجزات نہیں ملے تھے لیکن کم از کم نبوت تو ملی تھی، وہ پیغمبر تو تھے، تو اسی طرح اگر حضرت سلیمانؑ کو جن کی طرح کا علم وطاقت نہ بھی ملی تھی (حالانکہ اس بات کا ذکر کہیں بھی نہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس یہ علم نہ تھا بلکہ ہوسکتا ہے کہ محفل میں سب کو یہ بات دکھانا امتحاناً مطلوب رہا ہو۔ واللہ اعلم) لیکن ان کے پاس پیغمبری تو تھی، ہواؤں پر بس تو تھا، درندوں اور دوسرے جانوروں کی زبان تو وہ سمجھ سکتے تھے، جنّات وغیرہ پر قبضہ تو تھا۔

انظر شاہ قاسمی کا دعویٰ کہ دنیا بھر میں قرآن اور حدیث کی کتابوں کے بعد اگر کسی کتاب کو مقبولیت ملی ہے تو وہ تبلیغی نصاب ہے۔ یہ انکی غلط فہمی ہے، بہت ساری کتابیں ہیں ان میں سے قریب میں چھپی ہوئی سلمان رشدی کی Satanic Verses ہے۔ انکا کہنا ہے کہ تبلیغی نصاب 100 سے بھی زیادہ زبانوں میں چھپ چکی ہے لیکن افسوس کی بات کہ نصاب کے دونوں نسخے جن اشکال میں ہندوستان میں پائے جاتے ہیں وہ عربی زبان یعنی قرآن کی زبان میں آج تک نہیں چھپے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکا اصلی چہرہ عربوں کے سامنے آجائیگا۔ اس واسطے عربون کے واسطے انہوں نے ریاض الصالحین دے رکھی ہے۔ تبلیغی جماعت دین کو پیش کرنے میں دھوکا بازی کر رہی ہے جو انظر شاہ فخر سے بیان کر رہے ہیں۔

اسی طرح کے بہت سے شبہات تھے جن کے بارے میں جاننا چاہتا تھا، لیکن مولانا صاحب کے پاس وقت ہی نہ تھا، اور دوسری بات یہ کہ ان عالموں کو غصہ بہت جلد آجاتا ہے، اپنے ہوش کھو جاتے ہیں، اور پھر سامنے والے پر حملے کرنے لگ جاتے ہیں۔

مولانا سلمان ندوی اور دوسرے اکابرین جماعت کے خیالات:

اور وہاں سے آنے کے بعد ایک کیسٹ مولانا سلیمان ندوی کی سننے کا موقع ملا۔ ممبئی سے ایک ساتھی چھٹی گزار کر آئے وہاں کے حالات کا بھی پتہ چلا اور بنگلور کا حال تو میں خود آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ آنے کے فوراً بعد عمرے کے لئے گیا تو مسجد نبوی ﷺ میں ممبئی سے آئے ہوئے تبلغی جماعت کے اولیس سرلیش والا (جو فاروق صاحب کے دوست ہیں) اور انگلینڈ سے آئے ہوے برطانوی حبیب آکودی سے ملاقات ہوئی۔ جمعہ کا دن 10-1/4 سے 11-1/4 بجے تک نبی ﷺ کے حجرے کو لگ کر بیٹھے رہے اور انہوں نے بھی جماعت والوں کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے اس میں پائی جانے والی خرافات کی تصدیق کی۔

ان تمام اکابران جماعت کے خطبے سننے اور ان کے خیالات جاننے کے بعد پتہ چل رہا ہے کہ انکو اب خطرے کی گھنٹیاں بجتی نظر آرہی ہیں۔ انکی اندھی تقلید کو ہر کونے سے للکارا جارہا ہے، جو انکی برداشت سے باہر ہوگیا ہے۔ اسلئے سب سے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھے ہوئے سلمان ندوی صاحب نے اپنے بیان کے آخر میں اعلان کردیا ہے کہ دین کے مسئلوں پر سوال کرنے والے اور نصاب کے اندر بھرے ہوئے خرافات کے بارے میں سوال کرنے والے لوگوں کے ساتھ انکا اعلان جنگ ہے۔ (کیونکہ انہوں نے اب غنڈے پال رکھے ہیں اور بہت ساری مسجدوں پر قبضہ کر رکھا ہے) ساتھ ہی اپنے پیروکاروں کو حکم دیا ہے کہ جو بھی انکو آئینہ دکھائے اور قرآن وسنت کے تحت کتابیں لکھے اور بیان دے تو انکی کتابوں اور کیسٹوں کو جلا دیا جائے۔ نعوذ باللہ۔

لیکن اسکے برعکس انکے بزرگ جن کیقصے سناتے یہ لوگ نہیں تھکتے، انکے پاس کونسی آیات کا نزول ہوا؟ یا کم از کم انکی بزرگی ثابت ہوئی۔ اور اس سے بڑھ کر مزے کی بات یہ کہ

تاریخ میں جہاں بھی کہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اسطرح کی کرامات رونما ہوئیں وہ آج بھی احادیث وتاریخ کی کتب جو انتہائی معتبر ہیں ان میں موجود ہیں، جب کہ انکے بزرگوں کے قصے صرف انہیں کی گنی چنی چند کتابوں میں ملتے ہیں، جبکہ قدیم تاریخ وغیرہ کی کتب میں ایسے کوئی واقعات موجود نہیں۔ اور جہاں کہیں بھی کوئی واقعہ ڈالنے کی کوشش کی گئی یا پھر کتابیں لکھی گئیں تو انکو محدثین کرام نے تحقیق کر کے غلط، بے بنیاد اور ضعیف یا من گھڑت قرار دے دیا۔ اور محدثین کرام کے یہاں بات کو تولنے کی جو کسوٹی ہے وہ کھرے کھوٹے کو واضع کرنے میں کبھی بھی مار نہیں کھا سکتی۔ ورنہ تو ایسے لوگ دین کا ابتک نقشہ بدل کر رکھ دیتے۔

آج بھی یہ لوگ وعظ وخطبات تو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیتے ہیں جبکہ عملی میدان میں تقلید کا سہارا لیتے ہوئے امت مسلمہ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ جو بھی ان سے دلیل طلب کرے گا اسے امت مسلمہ سے خارج ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور اسے بدنام کرنے کے لئے اسکے خلاف غلط افواہیں پھیلاتے ہیں کہ یہ آئمہ اربعہ اور محدثین کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور انکو برا بھلا کہتے ہیں، جو کہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جسکا انکے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ چاروں آئمہ کا احترام ہم ان لوگوں سے بڑھ کر کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ تو کسی ایک امام کو مانتے ہیں اور اپنی ساری غلطیاں اُنکے سر ڈال کر اپنے دھندے چلا رہے ہیں، جسکی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ اور ادھر چاروں آئمہ نے بہت قربانیاں دی ہیں، اپنی زندگیاں دین کے لئے صرف کردی ہیں، جس کا اگر پورا علم ان لوگوں کو ہوتا تو یہ انہی چاروں کو مانتے (ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بھی اپنا فائدہ نظر آئے تو کہتے ہیں کہ چاروں آئمہ برحق ہیں) اور انکی صحیح تعلیمات پر عمل کرتے۔ لیکن ادھر تو معاملہ الٹا ہے کہ انکی بے عزتی اور بے حرمتی یہ لوگ خود کرتے ہیں اور بدنام دوسروں کو کرتے ہیں ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔ لیکں یہ مفاد پرست جب بھی موقعہ ہاتھ لگ جاتا ہے تو دوسرے آئمہ کے اقوال سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں یہ کہتے ہوے کہ چاروں ایمہء برحق

ہیں،(یعنی ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور چبانیک کے اور)

اور یہ بات بھی زمانے سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں پر کرتی آئی ہے اور کررہی ہے، اور یہ کبھی مشرکین کے قریب تک نہیں گئے۔ اور یہ جو انکواس بات کا گھمنڈ ہے کہ انہی کی وجہ سے آج مساجد بھری ہوئی ہیں، بلکہ اس بات کا سلمان ندوی صاحب نے اپنی تقریر میں یوں اظہار فرمایا ہے کہ.. "اگر آنکھیں ہیں تو انگلینڈ اور امریکہ کی مسجدوں میں جا کر دیکھو وہاں جو کچھ ہورہا ہے وہ کس کا نتیجہ ہے۔ مولانا نے خود مجھ سے کہا کہ جماعت اسوقت بہت طاقتور ہے اور اس کا نظام ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اسے کوئی کچھ کر نہیں کرسکتا"۔

اگر ساری دنیا میں کوئی نظام کا پھیلنا ہی اسکی سچائی کا ثبوت ہے تو پھر بھی یہ لوگ دوسرے نمبر پر آتے ہیں اور پہلا نمبر عیسائی لے جاتے ہیں، تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ عیسائی مسلمانوں کے مقابلے میں سچے ہیں؟ بلکہ میں نے تو اس وقت ہی کہہ دیا تھا کے "کُن فَیَکُون" کی طاقت رکھنے والے کے سامنے جماعت کی کیا حیثیت ہے، ہماری آنکھوں کے سامنے چند برسوں میں سپر پاور کہلانے والے روس کو اللہ نے تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے اکابرینِ جماعت کو چاہئے کہ کنویں کے مینڈک کی طرح غلط فہمی میں بیٹھ کر دن کے اجالے میں خواب دیکھنا چھوڑ دیں اور حقیقت کو تسلیم کرلیں اور امت مسلمہ کو قرآن وحدیث کے علم سے صحیح طرح آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔

عالم اسلام کے چند مشہور داعی:

ایک ضروری بات کہ آج جو مساجد بھر رہی ہیں اسکی کئی وجوہات ہیں۔ انگلینڈ اور امریکہ میں اسلام کا پھیلنا جماعت کی محنت کا نتیجہ نہیں ۔ جماعت کے کسی بھی فرد نے کیٹ اسٹیفن کو یوسف اسلام نہیں بنایا، محمد علی کو مسلمان نہیں بنایا، مائک ٹایسن کو مسلمان نہیں بنایا،

ایسے ہزاروں نام ہیں جن کے مسلمان ہونے سے لاکھوں لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور جو خدمت وہ اسلام کی کر گئے وہ تاریخ دان سنہرے الفاظ سے لکھیں گے، کیونکہ حقیقی تبلیغ تو ان لوگوں نے کی ہے۔ ان کے اسلام لانے سے اور انکی تبلیغ سے ان کے شہریوں پر جو اثر پڑا ہے اسکا نتیجہ آج انکی سڑکوں پر نظر آ رہا ہے جس کا سہرا سلمان ندوی اپنے سر باندھ رہے ہیں۔ بلکہ تبلیغی جماعت کی کوششوں سے بنے ہوئے مسلمان بدعتی ہوئے اور ہو رہے ہیں، جبکہ غیر مسلموں میں سے جو مسلمان بنے اور کوششیں کیں ان سے موحد مسلمان داعی بنے اور بنتے جا رہے ہیں۔

اسی طرح دوسرے لوگ جن کو جماعت تبلیغ سے کوئی واسطہ نہیں جیسے احمد دیدات، گیری ملر، عبداللہ، ڈاکٹر جمال بدوی، ڈاکٹر ذاکر نایک، یم یم اکبر وغیرہ ہیں، دیدات صاحب نے جماعت کے تمام اصولوں پر طمانچہ مارا ہے۔ وہ تو صرف مڈل اسکول تک تعلیم یافتہ ہیں، حافظ و قاری بھی نہیں اور نہ ہی عالم، جو کہ جماعت کے کسی بھی مقرر کردہ اصول پر فٹ نہیں بیٹھتے، نہ تو انکو **15** زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ لیکن قرآن کے پیغام کو سمجھ گئے، تو پھر اللہ تعالیٰ نے طاقت وعلم عطا کیا کہ دنیا کے کونے کونے میں جا کر بڑے بڑے عیسائی اکابرین اور انکے علماء و مقرروں سے مناظرے کیے اور اسلام کو ایک نئے موڑ پہ لا کر کھڑا کیا۔ جن کی کوششوں کے سبب ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اور انہی کی کوششوں سے ہزاروں ایسے نوجوان تیار ہو گئے کہ کل کو ان کے خلا کو پر کر سکیں۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر ذاکر نائیک ہمارے سامنے موجود ہیں جن کا تعلق ممبئی سے ہے۔ آج وہ ساری دنیا گھوم رہے ہیں، ایسے ہی بیشمار لوگ ان کے ساتھ لگے دین کی خدمت کر رہے ہیں جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ محنت کرے مرغ انڈا کھائے فقیر والی بات زور و شور سے چل رہی ہے کہ اکابرین جماعت ان تمام داعیوں کی محنتوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کی محنتوں اور کاوشوں کا سہرا اپنے سر باندھنے پر تلے ہوئے ہیں، جس کی ایک جھلک سلمان صاحب

ندوی کی تقریر سے ملتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد کا تصور بھی یہی ہے کہ دنیا میں دین اسلام کو جو کچھ بھی ترقی مل رہی ہے وہ سب انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ انکی بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمانوں میں اس طرح دین سے دوری اور فرقہ واریت سے متعلق ہی نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، اور سب کے سب جہنم میں جائینگے سوائے ایک فرقہ کے،'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ کونسی جماعت ہوگی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ جماعت جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

مجھ پر مولانا کا الزام یہ بھی ہے کہ میں نے 20 سال انگریزی پڑھنے میں صرف کر دیئے، جبکہ مولانا کا نظریہ ایک طرفہ ہے۔ یعنی جن لوگوں نے دینی و دنیاوی دونوں علم حاصل کئے ہیں ان لوگوں کا اسلامی نظریہ مولانا کے نظریئے سے بالکل جدا اور حقیقت پسندانہ ثابت ہوا ہے۔ میں نے بہت سارے مقرر سنے اور کتب پڑھی ہیں جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کو سمجھنے کا جو انداز انہوں نے اپنایا ہے اور جو اسلام کی خدمت انہوں نے سرانجام دی ہے وہ صرف دینی مدرسوں میں پڑھے ہوئے عالموں سے زیادہ حقیقت سے قریب اور دین اسلام کو تقویت پہنچانے میں زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ اور انہوں نے ہزاروں تحقیقی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ میں نے انگریزی تعلیم حاصل کی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے قرآن پڑھا ہی نہیں۔ بلکہ جتنا بھی پڑھا ہے وہ طوطے کی طرح نہیں پڑھا، بلکہ اللہ کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی، اس کے ساتھ علمائے کرام کیساتھ زندگی گزاری اور زندگی بھر کوشش جاری رہے گی کہ پیغام الٰہی کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر زندگی گزرے، اور آج بھی یہی کوشش جاری ہے اور مرتے دم تک جاری رہے گی۔ انشاآللہ۔

میں ایک علمِ قانون کا طالب علم ہوں جس میں میں نے ڈگری لی ہے جہاں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانے کا فن سکھایا جاتا ہے لیکن آخرت کے خوف سے میں نے اس پیشے کو خیر باد کہا لیکن دوسری طرف ہمارے علماء مدرسوں سے دین کا صحیح اور سچا علم حاصل کرنے کے بعد اپنے پیٹ کی خاطر قرآنی آیتوں کو بدل کر بیان دیتے اور اپنی محفلیں سجائے بیٹھے ہوئے امت کو گمراہ کرر ہے ہیں جن کو نہ آخرت کا خوف اور نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ڈر ہے، ان پر اللہ رحم کرے اور نیک ہدایت دے۔ بلکہ اس کے برعکس مجھے مولانا مشورہ دیتے ہیں کہ میں سوال ہی نہ کروں اور یہ ہر مسلمان کا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ صرف علماء کی باتیں مانیں اور تقلید کے اندھے پیروکار بن کرر ہیں۔ کیونکہ بقول انکے ہم میں تو عقل ہوتی نہیں، بلکل یہی نظریہ ہندوؤں کا ہے، برہمن یہی کہتے ہیں، کیونکہ مولانا کہتے ہیں کہ قرآن مت پڑھو، تمہاری سمجھ میں نہیں آئیگا اور ادھر برھمن کہتا ہے کے گیتا مت پڑھو! منو کا قانون ہے کہ برھمن کو چھوڑ کر اچھوت ذات کا آدمی اگر گیتا کو راستے میں چلتے ہوئے بھی سن لے تو اسکی سزا کانوں میں سیسہ گرم کر کے ڈالنا ہے۔ اسی طرح عیسائی اور پادری لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ مذہب اسلام کی کتابیں نہ پڑھو اور بائیبل بھی صرف پادری لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں۔

فضیلت علم اسلام کی نظر میں:

جبکہ مذہب اسلام کا نظریہ اس سے بالکل الگ تھلگ ہے۔ حضور ﷺ نے علم حاصل کرنے کی خاص تاکید کی ہے۔ بلکہ گود سے گور تک علم حاصل کرنے کی تاکید صرف اسلام ہی کرتا ہے، اور منع ہرگز نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے علماء سب کچھ اپنے قبضے میں رکھ کر مسلمانوں کو گمراہی میں ڈالنے کی جدوجہد کرر ہے ہیں اور اس بات کی تاکید کرر ہے ہیں کہ تم علماء پر تکیہ کر کے بیٹھو اور اندھی تقلید کے شکار بنے رہو۔

نفلی عبادات میں اعتدال فرض ہے۔ اور قرآنی تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے:

1. اللہ تمہارے ساتھ نرمی و آسانی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔
2. اللہ نے دین میں تمہارے اوپر تنگی نہیں رکھی۔
3. اللہ کسی متنفس پر اسکی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ (سورہ بقرہ: ۲۸۶)
4. لہٰذا طاقت و استطاعت کے مطابق اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تا کہ اہل ایمان دین کے تمام فرائض و حقوق (حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس وغیرہ) پورے توازن اور اعتدال کیساتھ ادا کر سکیں۔

شب و روز نماز اور روزے میں گزارنا اللہ کی حدود سے تجاوز کر جانا ہے۔ اور ساری زندگی نماز و روزوں میں لگا دینے والوں کے لئے حضور ﷺ کی وعید ہے۔ اسی لئے یہ قاعدہ ہے کہ نفلی عبادات میں حضور ﷺ کی سنت اور مقررہ حدود سے تجاوز افضل نہیں ہے، بلکہ مردود ہے۔ کیونکہ بندوں اور نفس کے حقوق کی ادئیگی مقدم ہے اور افضل ہے رات و دن کی نفلی عبادات پر۔ حضور ﷺ نے جن امور سے منع فرمایا ہو وہ عبادات نہیں بلکہ کھلی ضلالتیں ہیں، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر ۷)

اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

لیکن تبلیغی جماعت نے قرآن کے ان احکامات کو نظر انداز کر کے اپنے نصاب کے اندر بہت سارے ایسے فضائل بیان کئے ہیں جو اس سے ٹکراتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ احادیث سے بھی ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایسے ہی چند شبہات مجھے مولانا سے دریافت کرنے تھے لیکن انہوں نے آنے سے انکار کر دیا تھا، لہٰذا اب میں یہاں لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں، یہ کتابچہ انکو روانہ کر رہا ہوں تا کہ وہ اس بارے میں صرف قرآن اور حدیث کی روشنی میں اپنا اظہار خیال کر سکیں جسکا میں انتظار کرونگا۔

چند شبہات

(۱) قاسم نانوتوی اور مولانا الیاس کے دل پر نبوت کا فیضان:

قاسم نانوتوی نے حاجی امداد اللہ مکی (جو اِن کے پیر و مرشد تھے) سے شکایت کی کہ جب بھی میں تسبیح ہاتھ میں لیتا ہوں تا کہ اللہ کا ذکر کروں تو بہت بڑی مصیبت میرے اوپر آن پڑتی ہے اور وزن و بوجھ اپنے دل پر اتنا زیادہ محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے اوپر کئی سو من کے پتھر رکھ دیۓ گئے ہوں، اور میرا دل اور زبان رک جاتے ہیں۔ تو حاجی امداد اللہ مکی نے کہا کہ یہ بوجھ تمہارے دل پر نبوت کا فیضان ہے، اور یہی بوجھ نبی ﷺ بوقت وحی اپنے اوپر محسوس فرماتے تھے (سوانح قاسمی، جلد اول، صفحہ ۲۵۸-۲۵۹)

[[شیخ الیاس کہتے تھے میں جب ذکر کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو بہت بڑا بوجھ محسوس کرتا ہوں میں نے اس بات کی اپنے پیر و مرشد شیخ رشید احمد گنگوہی سے شکایت کی تو وہ کانپنے لگے اور فرمایا مولوی محمد قاسم نانوتوی نے بھی اسی قسم کی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مکی سے شکایت کی تھی (سوانح یوسف، صفحہ ۱۴۳)، انہوں نے کہا یہ نبوت کا فیضان ہے جو تمہارے دل پر نازل ہوا ہے اور نبی کریم ﷺ بھی وحی کے نزول کے وقت یہی بوجھ محسوس کرتے تھے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے وہی کام لیگا جو انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جاؤ دین کی خدمت کرو، ذکر و شغل کا کام چھوڑ دو]] (سوانح قاسمی صفحہ ۲۵۹/ ۲۵۸)

اسی طرح ان لوگوں نے امام ابو حنیفہ اور مولانا اشرف علی تھانوی کو بھی نبوت کے درجے پر بیٹھا چھوڑا ہے... (ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے اور) (یہ وہ چور دروازے ہیں جن سے غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس کو کافر قرار دیا گیا، جس سے ہم متفق ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی شخص وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے)

(۲) آہ رحمتہ للعالمین کا خطاب حاجی امداداللہ کے لئے:

جس وقت حاجی امداداللہ فوت ہوئے تو مولوی رشید احمد گنگوہی، دیوبندی، چشتی، نقشبندی ان کا ذکران الفاظ سے کیا کرتے تھے، **"آہ رحمۃ للعالمین، آہ رحمۃ للعالمین"** (قصص الاکابر صفحہ ۱۲)

یہ لقب اللہ نے اپنے محبوب پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے لئے مخصوص فرمایا ہے، جسکا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے، **وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** (الانبیاء ۱۰۷)

اے محمد ﷺ ہم نے آپکو تمام دنیا و جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ رشید احمد گنگوہی نے حاجی امداداللہ کو اُسی مقام پر لیجا کر بٹھا دیا ہے۔

(۳) رشید احمد گنگوہ میں رہتے ہوئے بھی ہر روز فجر کی نماز بیت اللہ میں ادا کرتے:

بانی تبلیغی جماعت شیخ محمد الیاس صاحب کے مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی گنگوہ میں رہتے ہوئے بھی صبح کی نماز مکہ مکرمہ، بیت اللہ میں پڑھتے تھے **(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۲۱۲)**

(۴) رشید احمد گنگوہی کا نبوت کا دعویٰ:

سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میری اتباع پر (تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۱۷)

(۵) رسول اللہ ﷺ کا اردو میں کلام کرنا:

فقیر کے گمان میں آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھکر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات اور ضلالت سے نکالا، یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر انبیاء علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اردو میں کلام کرتے ہوئے سن کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا؟ آپ تو عربی ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ جب سے

علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہمیں یہ زبان آ گئی ہے۔ سبحان اللہ! اس سے رتبۂ مدرسہ معلوم ہوا (براہین قاطعہ، صفحہ ۳۰)

(۶) مدرسۂ دیوبند کی بنیاد نبی ﷺ نے رکھی اور حساب لینے مدرسہ تشریف لاتے:

دیوان محمد الیاس جو حضرت نانوتوی کے خدام میں سے تھے ذکر کرتے ہیں کہ یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول ﷺ تشریف فرما ہیں اور خلفاء اربعہؓ بھی چاروں کونوں پر موجود ہیں۔ وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آ کر مسجد میں ٹھہر گیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے خلفاء اربعہؓ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلا لاؤ، وہ تشریف لے گئے اور مولانا کو بلا لائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مولانا مدرسہ کا حساب لائیے۔ عرض کیا حاضر ہے، یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کر دیا، اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا اب اجازت ہے؟ حضرت نے کہا جو مرضی مبارک ہو، اسکے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

غور فرمائیں یہ تو مدرسہ ہے اور تعلیم کی جگہ ہے اور نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب صحابہؓ کے درمیان اختلاف ہوئے اور اتنے بڑے ہوئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ ہوئی (جنگ جمل وغیرہ مشہور ہے) اور پھر اس طرح کے بے شمار مسائل میں اختلاف ہے تو پھر آنحضرت ﷺ نے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں کیوں نہیں ڈالا؟ کیا نبی ﷺ کے دل میں (نعوذ باللہ) صحابہؓ کا درد ختم ہو گیا تھا؟ سیدھی سی بات ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس دیوبند نامی مدرسہ یا بیٹھنے کی جگہ ہوتی تو وہاں بھی آتے، کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ صرف نام و مقام دیکھ کر ہی آتے ہیں (نعوذ باللہ) یا پھر انکو اجازت ہی صرف دیوبند کے نام سے ملتی ہے (ثم انعوذ باللہ)۔

(۷) شیخ اشرف علی تھانوی سے توہین رسالت کا ذکر:

شیخ اشرف علی جو جماعت کے شیوخ میں سے ہیں انکے ایک مرید نے انکو لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کلمہ شہادت پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں مگر یہ کلمہ اسطرح میری زبان سے نکلتا ہے:

لااله الا الله اشرف علی رسول الله......... (نعوذ باللہ من ذالک)

مولانا اشرف علی نے ان کو جواب میں لکھا کہ چونکہ آپ کو مجھ سے حد درجہ محبت ہے یہ اس محبت کا نتیجہ ہے **(برہان: فبروری ۱۹۵۲/ صفحہ ۷)**

یہی مرید بیان کرتا ہے کہ جب میں جاگا تو میں نے سوچا کہ خواب میں جو کچھ میں نے دیکھا اسکا ازالہ کروں، لہٰذا نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا چاہا مگر مجبوراً میرے منہ سے نکلا؛

اللهم صل علی سیدنا و مولانا اشرف علی..

(اعاذنا الله منه)

حالانکہ میں اس وقت نیند میں نہ تھا بلکہ جاگ رہا تھا! اور جب بھی درود پڑھنے کی کوشش کرتا وہی کلمہ نکلتا۔ اشرف علی صاحب نے جواب دیا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارا پیر و مرشد متبع سنت ہے۔ **(رسالہ الامداد، صفحہ ۳۴-۳۵)**

ذرا اندازہ فرمائیں کیا یہ توہین رسالت نہیں ہے؟ اگر ایسی توہین رسالت کوئی غیر مسلم کرے تو قتل کرنے کو پھرتے ہیں اور کوئی مرید کرے تو وہ سچا مرید بن جائے۔ اور مرشد کو دیکھیں کہ مرید کو کفر پر ہی قائم و دائم نہیں رکھا بلکہ حوصلہ افزائی کی ہے اور توبہ کی تلقین بھی نہیں کی، جو کہ کبر و غرور کی کھلی دلیل ہے۔

اور پھر اس سے تو معلوم ہوا کہ ہر کوئی اپنے پیر و مرشد کے نام کا کلمہ پڑھ کر پکا مومن بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر شیعوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کلمہ پڑھنے پر اسلام سے کیوں

خارج کیا گیا؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام و مرتبے میں اشرف علی صاحب سے کم ہیں؟ اور پھر اشرف علی صاحب کے بزرگوں میں سے کسی نے بھی کسی صحابیؓ کے نام کا کلمہ نہیں پڑھا، کیا وہ منافق تھے یا ان کی محبت میں کمی اور شک تھا (کیونکہ ان کے آباؤ اجداد کے بزرگ تو صحابہؓ ہی تھے) اور پھر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اشرف علی رسول اللہ کہنے والے نے اشرف علی کو نبوت اور رسالت کا مقام دیا ہے اور پھر مرشد صاحب کا خاموش رہنا بلکہ حوصلہ افزائی کرنا ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے لئے یہ بات پسند فرمائی ہے۔ حالانکہ یہ نشانیاں تو نبی ﷺ نے دجال کی بتائی ہیں یا پھر نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کی۔ اور پھر یہ کلمہ بدل کر پڑھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ نبی ﷺ کی محبت کی جگہ اشرف علی نے لے لی ہے۔ جبکہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اسوقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ، اولاد، بہن بھائی وغیرہ سے زیادہ حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ رکھے بلکہ دنیا کی ہر چیز سے عزیز ماسوائے اللہ کی ذات کے۔ اب ہمیں کس کی محبت کا دم بھرنا ہے فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے!

(۸) مولوی ذکریا صاحب کی بیمار پرسی نبی ﷺ نے کی تھی:

شیخ یوسف بنوری صاحب کے والد مولوی زکریا صاحب ایک دفعہ بیمار ہوئے تو نبی ﷺ کو انہوں نے خواب میں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا اے زکریا تم بیمار ہو جاتے ہو تو میں بھی بیمار ہو جاتا ہوں، اور جب تمہارے سر میں درد ہوتا ہے تو میرے سر میں بھی درد ہوتا ہے۔ ایک بار انکے دل میں موت کے وقت شیطان کے فتنے کا ڈر آ گیا، اور وہ اس سے پریشان ہو گئے تو نبی ﷺ نے ان سے کہا کہ تم کو شیطان کے فتنے کی فکر کیوں ہوتی ہے؟ اس وقت میں تمہارے پاس رہونگا، میری موجودگی کی وجہ سے شیطان کو آنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اور یوسف بنوری صاحب کے والد کے خادم سے، جسکا نام بادشاہ خان تھا آپ ﷺ نے فرمایا

اے بادشاہ خان جو خدمت تم شیخ کی بجالاتے ہو میں بھی وہ بجالاتا رہتا ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا شرف بہت دفعہ حاصل ہوا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نورانیت کی رؤیت سے دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا اے زکریا تم میرے نزدیک اس بچے کے مانند ہو جسکی عمر دو یا تین دن کی ہوتی ہے، جو اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے، اسکو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا وہ کرسی پر متمکن اور تشریف فرما تھے (بحوالہ توحید خالص- گھر کے چراغ، کیپٹن مسعود الدین عثمانی، صفحہ ۳ تا ۹)

اس سے چند باتیں سامنے آتی ہیں ؛

(ا) نبی ﷺ کا کام اب لوگوں کو خواب میں ملنا ہی رہ گیا ہے۔ اور اگر یہی خوابیں کسی پڑھے لکھے غیر مسلم کے سامنے بیان کی جائیں تو وہ اسلام قبول کرلے گا یا ایسے عقائد سے متنفر ہوگا؟

(ب) زکریا صاحب کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کا سر مبارک بھی درد کرنا شروع کردیتا ہے۔ حالانکہ اب وہ وہاں پہنچ چکے ہیں جہاں کسی کو بیماری نہیں لگتی۔ اور پھر نبی ﷺ کو اس سے بڑھ کر محبت تو اپنے بیٹے قاسم، ابراہیم، اور بیٹی زینب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے تھی لیکن کیا آپ ﷺ انکے ساتھ ہی فوت ہوئے، یا بیمار ہوئے؟ اگر نہیں تو پھر زکریا صاحب کی ان عظیم نفوس کے سامنے کیا حیثیت ہے، اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انکی اتنی قدر و منزلت ثابت کرکے کیا بتانا چاہتے ہیں۔ حاصل کچھ نہیں البتہ ایمان خطرے میں ہے!

(پ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ مسئلہ سمجھایا کہ سورۃ نجم کی آیت سے جو وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا وہ دراصل جبرائیلؑ تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح کیا کہ نبی ﷺ کیسے اللہ کو دیکھ سکتے تھے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

جبکہ مولانا صاحب نے اللہ کا دیدار بھی کیا اور باتیں بھی کیں یعنی کلیم اللہ بھی ہوئے (نعوذ باللہ)

اور پھر اللہ تعالیٰ عرش پر کس حالت میں مستوی ہے یہ بتانے کی جرأت آج تک بڑے بڑے محدثین اور مفسرین نے نہیں کی کیونکہ انہیں علم تھا کہ اس سے ایمان میں دراڑ پڑتی ہے۔ لیکن زکریا صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھا ہے۔

اسی طرح جب امام مالک سے کسی نے اللہ کے استواء کی کیفیت پوچھی تو آپ نے جواب دیا کہ: **الا ستواء معلوم وکیف مجھول و السؤال عنه بدعة والایمان بهٖ واجب:**

یعنی اللہ مستوی عرش ہے لیکن کیسے؟ یہ معلوم نہیں اور ایسا سوال کرنا بدعت ہے اور سوال کرنے والے کو بتایا کہ (ایمان کی خیر مناتے ہوئے) اللہ کے صرف عرش پر مستوی ہونے تک ایمان لانا ضروری ہے۔

(۹) عبدالرحیم رائے پوری کا مخفی عیب جان لینا:

شیخ حکیم الامت اشرف علی فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالرحیم رائے پوری کا دل سخت نورانی تھا، میں انکے پاس بیٹھنے سے خوف کھاتا تھا کہ کہیں میرے عیب ان پر نہ کھل جائیں۔

(ارواح ثلاثہ، حکایت ۳۴۳)

تھانوی صاحب کا یہ دعویٰ کہ رائے پوری صاحب مخفی عیب جان لیتے تھے باطل ہے کیونکہ اسکا تعلق علم غیب سے ہے اور علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اسکے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں جان سکتا، حتیٰ کہ اللہ کے سب سے پیارے بندے حضرت محمد ﷺ بھی نہیں جانتے تھے جس کا ثبوت آپ کی حیات طیبہ سے ملتا ہے، مثلاً:۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر بھیجا گیا، افواہ پھیل گئی کہ شہید کر دیئے گئے (حالانکہ حقیقتاً ایسے نہ تھی) مگر نبی ﷺ کو بھی علم نہ تھا کہ کیا صورت حال ہے؟ حتیٰ کہ بیعتِ رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ کتب سیرت میں صلح حدیبیہ کے واقعات پڑھ کر دیکھ لیں۔

(ب) نبی ﷺ پر جادو کیا گیا لیکن آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ کس نے ؟ اور کب ؟ اور کیسے کیا ہے؟ حتیٰ کہ جبرائیلؑ نے اللہ کے حکم سے آ کر بتایا اور جادو کہاں رکھا تھا وہ مقام بھی بتایا ....تفصیل کے لئے تفسیر معوِ ذتین دیکھیئے ۔

(پ) اسی طرح بدر کے دن اتنا علم بھی نہ تھا کہ فتح کس کی ہوگی بلکہ الٹا فتح کے لئے نبی ﷺ گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے۔

(ت) اسی طرح دوران نماز کسی نے (غالباً حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے) لقمہ دیا تو بعد میں پوچھا کہ کون تھا؟ تو نبی ﷺ کو اس معمولی بات کا بھی علم نہیں تھا۔

(ٹ) اسی طرح رکوع سے کھڑے ہو کر جب ربنا لک الحمد کہا گیا تو کسی نے اضافی الفاظ **حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه**...کہے تو نماز کے بعد نبی ﷺ نے پوچھا کہ کون تھا؟ شروع میں کوئی صحابی بھی نہ بولا، بالآخر ایک نے اقرار کیا، یہاں بھی نبی ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔

(ث) اسی طرح جنگ میں کون؟ اور کس وجہ سے حاضر نہ ہوسکا اسکا علم بھی غیب سے متعلق ہے (حضرت کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا واقعہ) لیکن نبی ﷺ کو پتہ نہ تھا۔

(ج) اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت والا واقعہ ایسا ہے کہ یہ نبی ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو قافلہ جاتے وقت کہتے کہ قافلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں ہیں انہیں لے لو، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتاتے کہ ہار کہاں گرا ہے تا کہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ لیکن یہ علم تو دور کی بات ہے، نبی ﷺ کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ یہ تہمت سچی ہے یا جھوٹی، ورنہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو میکے نہ بھیجتے۔

(چ) اسی طرح نبی ﷺ کو گوشت میں زہر ڈال کر کھانے کو دیا گیا، لیکن آپ ﷺ کو معلوم نہ ہوا کیونکہ آپ ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔

لہٰذا اگر نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کے عیب نہ جانتے تھے (الا یہ کہ اللہ آ گاہ

کر دیتا) تو پھر یہ دعویٰ دنیا کا کوئی اور شخص نہیں کر سکتا اور کرنے والا راہ راست پر نہیں ہوگا۔ یہاں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے بھی تو کئی مرتبہ غیب کی باتیں بتائی ہیں، تو یہ بات ٹھیک ہے، لیکن یہ غیب کا علم اللہ نے جتنا چاہا اور جب چاہا دیا، مثلاً:۔

I۔ نجاشی کی موت کی اطلاع ملی اور آپ ﷺ نے جنازہ پڑھا۔

II. نبی ﷺ کو اللہ نے قیامت کے متعلق باتیں بتادیں لیکن قیامت کب آئے گی یہ نہ بتایا۔

III. لیلۃ القدر کا علم دے کر اللہ نے بھلا دیا (یعنی علم واپس لے لیا) یعنی جب اور جتنا علم چاہا دے دیا اور پھر محروم کر دیا۔

IV. اسی طرح آپ ﷺ نے شہید کے تمام گناہ معاف قرار دیئے لیکن تھوڑی دیر بعد حکم الٰہی آ جانے کے بعد فرمایا کہ قرض معاف نہ ہوگا۔

ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جس وقت، جس کو اور جتنا چاہے علم غیب دے سکتا ہے کیونکہ وہ مختار کل اور قادر مطلق ہے۔ لیکن ہر وقت اور وہ بھی خود بخود جان لینے کی طاقت تو نبی ﷺ کو بھی نہیں ملی۔ اور اب نبی ﷺ سے بڑھ کر کون ہے۔ لہٰذا یہ دعویٰ بے بنیاد اور انتہائی غلط ہے۔

(۱۰) کرز بن دہرہ کا ۷۰ طواف دن میں اور ۷۰ طواف رات میں ادا کرنا:

کرز بن دہرہؒ نامی ایک بزرگ کا معمول ہمیشہ ستر طواف دن میں اور ستر رات میں کرنے کا تھا۔ جسکی مسافت ۳۰ میل روزانہ ہوتی ہے۔ اور ہر طواف کے بعد 2 رکعت کے حساب سے 280 رکعتیں پڑھتے تھے، ان کے علاوہ دو قرآن کریم بھی روزانہ ختم کرتے تھے۔ یہی لوگ ہیں جو آخرت کی زندگی کے لئے بہت کچھ کما کر لے جاتے ہیں۔ **(فضائل حج)**

دن میں اللہ نے پانچ نمازیں فرض قرار دی ہیں اور ان تمام فرض نمازوں کی ادائیگی

کے لیئے آدمی کتنی بھی جلدی کرے (لیکن یہاں تو مشہور بزرگ اور اللہ والے ہیں اور یقیناً انکی نماز جلدی والی نہیں ہوگی) کم از کم ایک گھنٹہ پانچ فرائض معہ سنت ونوافل وغیرہ کیلیئے درکار ہے، جن میں وضو وغیرہ بھی کیا جائے گا اور طہارت حاصل ہوگی، حمام بھی جانا پڑے گا۔اب طواف کی کل (بعد میں پڑھی جانے والی) رکعتیں 280 ہیں کم از کم ایک رکعت ایک منٹ کے حساب سے پڑھیں تو ساڑھے چار گھنٹے ضرور چاہییں۔مان لیں کہ 2 قرآن وہ طوافوں میں ہی پڑھ لیا کرتے تھے (جو کہ ممکن نہیں ہے)۔اب آجکل تو ایک طواف کیلیئے رش کی وجہ سے گھنٹہ لگ جانا معمولی بات ہے لیکن اُسوقت رش نہ تھا لہذا وقت کم لگتا ہوگا لیکن پھر بھی اگر حرم کعبہ خالی بھی ہو تو طواف میں آرام سے چلنا شرط ہے کوئی بھاگ بھاگ کر چکر پورے کرنا نہیں ہے۔لہذا 10 منٹ ایک طواف لگائیں تو ستر طوافوں کے لیئے درکار وقت ساڑھے گیارہ گھنٹے ہے اور شب و روز کے طوافوں کے لیئے 23 گھنٹے درکار ہیں۔اب یہ کل 1+4.5+23 = 28.5 گھنٹے بنتے ہیں (جبکہ ایک دن میں 24 گھنٹے ہیں)، ابھی تو ہم نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ بیچارے بزرگ کھاتے کب تھے اور ان کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ بچوں کو کتنا وقت دیتے تھے اور سب سے اہم بات کہ اللہ کے دین کے لیئے کتنا وقت دیتے تھے (یا پھر تبلیغی زبان میں کتنے وقت کیلیئے نکلتے تھے) اور واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ بالخصوص کہا گیا ہے کہ یہ عمل وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے لہذا یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ایک دو دن ایسا کرتے باقی دنوں میں دوسرے کام کرتے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

غرض جب بے پر کی اڑا کر اپنے بزرگوں کے بارے میں اسطرح کے فضائل مشہور کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں تو پھر عقل سے عاری ہو کر ہی فضائل گھڑے جاتے ہیں۔ لیکن آپ نے سنا ہوگا کہ صرف نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پھر بات بنانے کے لئے تو تیز عقل درکار ہے۔ جو کہ لگتا ہے ان کے پاس کم ہی ہے ورنہ ایسی باتیں نہ کرتے۔ بلکہ یہ تو اپنے بزرگوں کا احترام کھونے والی بات بن جاتی ہے۔ اور ان بزرگوں کے بارے میں عوام کیا رائے رکھیں گے اگر وہ کبھی تحقیق کی نظر سے دیکھ لیں تو..... بلکہ اس سے بزرگوں کی عزت اور مقام گھٹ جاتا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ ایسے سلسلہ کو چھوڑ کر صرف قرآن وسنت کو اپنا لیں جس کا ہر ایک واقعہ حقیقت اور سچائی پر مبنی ہے اور آج تک کسی نے بھی قرآن وحدیث کے واقعات کو غلط ثابت نہیں کیا اور نہ ہی ان شاء اللہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔ کیونکہ ان کے اندر جھوٹ نہیں ہے۔

تو آیئے کیوں نہ اس راستے اور دعوت کو اپنایا جائے جو کہ بے عیب اور باعزت و پُر وقار ہے۔ جس سے اللہ بھی خوش اور رسول ﷺ بھی خوش۔ دنیا سہل اور آخرت باغوں میں سے باغ بن جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَاقَدَّمَتْ يَدٰهُ﴾ (سورۂ کہف: ۵۷)

''اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جسے اسکے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے اور وہ پھر بھی منہ موڑے رہے اور جو کچھ اسکے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اسے بھول جائے۔''

کیونکہ اللہ نے راستہ بتایا ہے اور اختیار دیا ہے، فرمایا:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (بلد 10) ہم نے دکھائے ان کو دونوں راستے۔

پھر فرمایا:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (سورة الشمس)

"سمجھ دی اسکو برائی کی اور بچ کر چلنے کی، جس نے اسے پاک کیا (نفس کو) وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ نا کام ہوا۔"

اَن ہونے قصّے:

ذیل میں تبلیغی نصاب اور اکابرین دیو بند کی کتابوں سے لئے گئے چند فضائل ذکر کیے جارہے ہیں، ویسے تو سمجھدار کو ایک حوالہ ہی کافی ہوتا ہے۔

۱. ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار رکعت کھڑے ہو کر پڑھتے، جب کھڑے ہونے سے عاجز ہو جاتے تو ایک ہزار رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ (فضائل صدقات، صفحہ ۴۲۷)

۲. حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سرّی سقطیؒ سے زیادہ عبادت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اٹھانوے برس تک کسی نے ان کو مرض الموت کے علاوہ لیٹے نہیں دیکھا۔ (فضائل صدقات، صفحہ ۴۲۸)

۳. حضرت کہمس بن حسنؒ ہر رات ایک ہزار رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ (فضائل صدقات، صفحہ ۴۲۹)

۴. حضرت اویس قرنیؒ کو ایک شخص نے کھائے پیئے اور حاجتِ ضروریہ کے بغیر فجر کی نماز سے دوسرے دن فجر کی نماز تک مسلسل چوبیس گنٹھے مختلف عبادات میں مشغول دیکھا۔ (فضائل صدقات، صفحہ ۴۲۹)

۵. حضرت ابوبکر عیاشؒ چالیس برس تک بستر پر نہیں لیٹے۔ (فضائل صدقات، صفحہ ۴۳۰)

۶. ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن ایک ہی وضو سے نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس تک مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ (فضائل نماز، صفحہ ۶۴)

۷. ابراہیم ابنادہمؒ رمضان المبارک میں نہ تو دن کو سوتے تھے نہ رات کو۔ (فضائل رمضان، صفحہ ۳۹)

۸. ہمارے شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قول جمیل میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں دوسومرتبہ لا الہٰ الا اللہ کہا کرتے تھے۔ (فضائل ذکر، صفحہ ۸۴)

۹. صوفیاء کے لئے اللہ کے نام کے ذکر کی کم سے کم مقدار پچیس ہزار، اور لا الہٰ کے ذکر کی مقدار پانچ ہزار ہے، زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں۔ (فضائل ذکر، صفحہ ۸۴)

۱۰. مولوی الیاس نے اپنی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے کہا میری زندگی کے بیس دن باقی ہیں، چنانچہ ان کی اس بات کو ابھی بیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ (الداعیۃ کبیر، صفحہ ۷۲)

مولوی الیاس کے اس دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ علم غیب کے جاننے کے بھی مدعی تھے اور ان کے ملفوظات کو جمع کرنے والے کے بقول ان کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی تو اس سے ان کے علم غیب جاننے کی تصدیق ہوگئی۔

۱۱. جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب نے اپنی اس جماعت کی غرض وغایت ان الفاظ میں بیان کی ہے: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو تو اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے۔ (ملفوظات مولانا الیاس، صفحہ ۵۸)۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت تبلیغ کی غرض و غایت مولوی اشرف علی تھانوی کے مذہب ونظریئے کی تبلیغ ہے اور وہ بہت بڑے صوفی تھے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت تبلیغ کی غرض و غایت صوفیت کی تبلیغ ہے۔ نبیؐ کی تعلیمات جو کہ قرآن و احادیث میں کی قطعا حاجت نہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی سچائی اور حقیقت سے دور ہیں۔اور بدعات اپنے من جانے طریقوں پر ایجاد کرر کھی ہیں۔

۱۲. مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک کتاب بنام ''اعمال قرآنی'' تالیف کی ہے اس میں تعویذات لکھے گئے ہیں، ایک جگہ پر انہوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ وضع حمل کے وقت عورت قرآن کریم کی آیات لکھ کر اپنی ران سے باندھے تو اس سے اس کا بچہ جلد و با آسانی باہر آجائیگا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

۱۳. ایک آدمی کی نکسیر پھوٹ پڑے تو اناللہ وانا الیہ راجعون۔اگر شفاء کے لئے اپنی پیشانی اور ناک پر خون سے سورۃ فاتحہ لکھدے تو جائز ہے اور اگر اس کو معلوم ہو کہ پیشاب سے سورۃ فاتحہ لکھنے سے شفاء ہوسکتی ہے تو اس سے بھی لکھنا جائز ہے۔لاحولا ولاقوۃ الا باللله۔

جماعت تبلیغ کا عمل یہ ہے کہ جماعت نہ مسائل سیکھتی ہے اور نہ سکھاتی ہے اور نہ مسائل میں بحث کی اجازت دیتی ہے۔ جماعت تبلیغ کے نصاب میں موجود رسائل مولوی زکریا نے لکھے ہیں۔ان میں مسائل کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ان رسائل میں فضائل نماز ہیں لیکن مسائل نماز نہیں ہے۔فضائل رمضان ہیں لیکن مسائل رمضان نہیں اور ان میں فضائل حج ہیں لیکن مسائل حج اس میں بالکل نہیں ہیں، اسی طرح فضائل تبلیغ ہیں لیکن کن شروط وآداب و احکامات پر یہ نہیں ہیں۔اور قابل تعجب یہ بات ہے کہ ارکان اسلام کا سب سے اول رکن کلمہ توحید واخلاص کا اقرار ہے لیکن نصاب میں توحید کا کوئی باب نہیں اور اعمال کی قبولیت کے لئے اتباع سنت نبویہ ﷺ شرط ہے مگر تبلیغیوں کے پاس اتباع سنت کی اہمیت نام کی چیز نہیں۔

جماعت تبلیغ اور رہبانیت:

ا. قاسم نانوتوی صاحب اس جماعت کے صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ مولوی صاحب اپنا نکاح نہیں کرتے تھے آخر حاجی امداداللہ مکی صاحب کے کہنے پر راضی ہوئے لیکن یہ شرط رکھی کہ تمام عمر زوجہ کے نفقہ اور اولاد کی پرورش کے لئے کچھ کما لانے کی مجھ سے متقاضی نہ ہو، بیچاروں نے لاچار یہ شرط قبول کی اور نکاح ہو گیا۔ (سوانح قاسمی، جلد اول، صفحہ ۳۲)

''کیا یہی اسلامی غیرت ہے''؟

۲۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب اکثر اوقات عبدالقدوس گنگوہی کی قبر کے پیچھے (مراقبے میں) بیٹھتے تھے اور نور سید بدایونی کی قبر کے پاس بھی علیحدگی میں بیٹھتے تھے اور نماز باجماعت بھی وہیں پڑھتے تھے۔ (سوانح یوسف، صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۶)

''یہاں وصاحت نہیں کی گی کہ مقتدی عام لوگ تھے یا کہ قبر والے تھے''؟

۳. اور شیخ ابوالحسن ندوی نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی وحدۃ الوجود میں غرق رہتے تھے اور اس عقیدے کے داعی بھی تھے۔ (تاریخ دعوت وعزمیت، جلد ۴، صفحہ ۱۳۴)

۴. شیخ محمد یوسف فرماتے تھے کہ یہ قبر ہمارے شیخ محمد الیاس کی ہے، آپ کی قبر پر آسمان سے نور نازل ہوتا ہے، آپ اس نور کو اپنے مریدوں میں (اس قبر سے) تقسیم فرماتے ہیں جتنا ان کے ساتھ کسی کو تعلق ہوتا ہے اتنا اس نور سے اس کو حصّہ ملتا ہے اور یہی مولوی یوسف صاحب نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھ کر مراقبہ کیا کرتے تھے۔

یہ عمل ان کا اہل قبور سے فیض و مدد حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔ حالانکہ ایسا تصور کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور بندے ورب کے درمیان واسطہ پکڑنا ہے۔

ہونکو نام قبروں کی تجارت کر کے کیا نہ بیچو گے جو مل جایں صنم پتھر کے؟

۵۔ **بیعت**، جس کا استعمال صوفیہ کے طرق اور مذاہب کرتے ہیں یہ سراسر من گھڑت

انداز ہے۔ اسلام میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیعت رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بیعت اپنے خلیفہ سے کرنے کا ثبوت ملتا ہے اس کے علاوہ اور کسی بیعت کا ثبوت اسلام میں نہیں۔

۶۔ مولوی الیاس (بانی تبلیغ جماعت) کے والد محمد اسماعیل کی جب وفات ہوی تو لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کئی باران کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی۔ اسی دوران ایک صاحب ادراک نے سنا کہ جنازہ کہہ رہا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو میں بے حد شرمندہ ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ میرا انتظار کرر ہے ہیں۔ (سیرت محمد یوسف صفحہ ۶۳، مولانا الیاس کی دینی دعوت، صفحہ ۳۹، سوانح محمد یوسف، صفحہ ۶۸)

واہ مزہ آ گیا، ابوبکر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کی میتوں سے تو ایسی آوازیں نہ آسکیں۔

۷۔ شیخ ابوالحسن علی میاں ندوی نے کتاب سیرت احمد بریلوی شہید میں لکھا ہے کہ انہوں نے رمضان کی ستائیسویں شب کو عبادت کرنے اور پوری رات جاگنے کا ارادہ کیا تھا مگران کے اوپر نیند غالب آ گئی، اس دوران میں ان کے پاس دو آدمی آئے انہوں نے انکے دونوں ہاتھ پکڑ کران کو اٹھایا اور جگایا جب وہ نیند سے بیدار ہو گئے تو دیکھا کہ ان کے داہنی جانب رسول اللہ ﷺ اور بائیں جانب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، پھر نبی ﷺ نے ان سے کہا اے احمد اٹھو جلدی غسل کرلو، سید احمد نے جلدی غسل کر لیا پانی ٹھنڈا تھا، انہوں نے اسی سے غسل کیا پھر انکو مخاطب کرتے ہوئے رسول ﷺ نے فرمایا اے میرے بیٹے یہ لیلۃ القدر ہے لہٰذا اسی رات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر، دعا و مناجات میں مشغول ہو جابیٹے، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

حالانکہ لیلۃ القدر کا یقین خود نبی نے ہی اپنی حیات مبارکہ میں نہیں کیا۔ تو اب یہ تخصیص کیوں۔ کیا نعوذ باللہ نبی ﷺ انصاف پسند نہ تھے۔

ایک شخص نے میرے والد کے پاس ۸۰ اشرفیاں امانت رکھیں اور کہا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لونگا۔ ان کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی زیادہ پیش آئی۔ میرے والد نے وہ رقم خرچ کر ڈالی۔ جب وہ واپس آئے تو اپنی رقم طلب کی، والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر عاجزی کی، کبھی قبر شریف کے پاس دعا کرتے کبھی منبر شریف کے پاس، اسی طرح تمام رات گزر گئی، صبح کے قریب حضور ﷺ کی قبر اطہر کے پاس دعا کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ابو محمد یہ لے لو، میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں 80 اشرفیاں تھیں (وفاء)

جماعت تبلیغ کے ان پڑھ اور سادہ لوگ اپنی تبلیغی تفریحات و سیاحات میں چھوٹے بچوں اور اہل عیال کو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ یہ لوگ طویل مدت تک جو کبھی سالوں پر مشتمل ہوتی ہے اپنے بال بچوں کو اکیلا بے سہارا چھوڑ کر اللہ کے راستے میں نکل جاتے ہیں۔ ضرورت پڑھنے پر ایسے ہزاروں واقعات بیان کیئے جا سکتے ہیں۔

دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ خواہش نفسانی کے فتنے میں خود جماعت تبلیغ پڑی ہوی ہے اس لئے یہ تبلیغ والے علم سے کورے ہیں اور بدعت وخرافات پر ان کا عمل ہے اور یہ صوفیہ کے چار طریقوں کی بدعت میں خود بھی پڑے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس بدعت کی دعوت دیتے ہیں یعنی ۱. چشتیہ، ۲. قادریہ، ۳. سہروردیہ، ۴. نقشبندیہ۔ اس جماعت کے امیر انعام الحسنا نہی چاروں طریقوں پر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں۔

شیطان کو گناہ سے بدعت زیادہ محبوب ہے اس لئے کہ گناہ سے توبہ کر لی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی کیونکہ بدعت پر عمل کرنے والا اس عمل کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے اور اس عمل کو دین کا حصہ اور جزو سمجھتا ہے اس لئے وہ اس سے توبہ نہیں کر پاتا۔ اور سارے تبلیغی بھائی اسی کا شکار ہوئے ہیں۔ اللہ پاک انہیں جلد از جلد توبہ کرنے کی ہدایت دے۔

خواب نبوت کا حصہ:

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت نے ایک بار اپنے مریدوں سے فرمایا ''خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے اس لئے دعا کرو کہ مجھے زیادہ نیند آئے۔ آپ نے فرمایا اس تبلیغ کا طریقہ کار بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''**کنتم خیر امۃ....**'' کی تفسیر بھی مجھ پر القاء ہوئی جس طرح سے انبیاء کو ہوتی تھی۔ **(ملفوظات مولوی الیاس، صفحہ۵۱/۵۲)**

خواب میں علم صحیحہ واحکامات شرعیہ کا وقوع ونزول صرف انبیاء کا حصہ تھا جو نبوت کے بند ہونے سے بند ہو گیا۔ خواب نبوت کا حصہ صرف انبیاء کے لئے ہوتا ہے دوسروں کے لئے نہیں۔ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم خواب میں ملا تھا۔ خواب کو نبوت کا چھیالیس واں حصہ کہا گیا ہے۔ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کے اپنے خواب ہیں۔ وہ اس طرح کہ نبوت کی مدت 23 سال ہے اس میں پہلے 6 ماہ آپ کو سچے خواب آتے رہے تھے اور اس مدت میں صرف خواب میں وحی آتی تھی اس مدت کے بعد بیداری میں بھی آپکو وحی آنا شروع ہوگئی اور 6 ماہ 23 سال کی مدت کا 46 واں حصہ بنتے ہیں، اس معنے سے حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ آپ کی نبوت کا پورا عرصہ جو 23 سالوں پر محیط ہے اس کا 46 واں حصہ خوابوں پر مشتمل تھا جو مثل صبح کی روشنی کے صحیح اور سچے نکلتے تھے۔ اس لحاظ سے سچے خواب آپکے بعد کسی کے لئے نبوت کا حصہ نہیں ہوں گے (شرح السنہ)

مردوں کا بولنا:

ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے، بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمایا کہ

جاؤ کہیں مردوں پر فاتحہ پڑھو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو یہ کیا بات ہے، تب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔ (حکایات نمبر ۲۰۵، ارواح ثلاثہ)

''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم (شہیدوں کے سردار) کی قبر سے تو آج تک ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا۔''

آسمان سے روٹی:

شاہ ولی اللہ اپنے یا اپنے والد کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی میں نے اللہ جل وشانہ سے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی روح مقدس آسمان سے اتری اور انکے ساتھ ایک روٹی تھی گویا اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ یہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں۔ (فضائل ۷۹۷)

اسی طرح کا ایک اور قصہ لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ بیمار ہو گئے، خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا بیٹے کیسی طبیعت ہے؟ اس کے بعد شفاء کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی میں سے 2 بال عطا فرمائے، مجھے اس وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ (فضائل اعمال۔ صفحہ ۷۹۷)

''وہ بال یا موئے مبارک آج کہاں ہیں؟ کیونکہ ایسی مبارک چیز تو حفاظت سے رکھی جاتی ہے۔''

فضائل اعمال میں اس طرح کے کئی واقعات لکھے ہوئے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور اس کو پھیلانے والوں کے عقیدے کے مطابق!

1. نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔
2. مصیبت زدہ کی مدد کو بنفس نفیس پہنچ جاتے ہیں۔
3. غیر محرم عورتوں کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔
4. بادلوں میں سفر کرتے ہیں۔